Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 08, Issue 15, January-June2023,

Email: alirfan@mul.edu.pk

برصغیر کے مشائخ شاذلیہ کی خدماتِ حدیث (ایک تاریخی جائزہ)

Services for Hadith by Shazlia chain in Sub-continent (Historical Analysis)

Dr. ALI AKBAR AL-AZHARI

Associate Pro,Department of Islamic Studies, Garrison University, Lahore ,Lahore

drazhari@gmail.com

Dr. NADIA ALAM

Faiz Alam Research Center, Kasur

ABSTRACT

It is a general misconception established by the people who are not on good terms with Tasawwuf that the Sufis are not well versed in Islamic sciences and proceed of their own free will without considering the Quran and Sunnah's teachings. And in this way, they had caused a situation of indifference to practical Islam, disbelief, and waywardness among the general Muslims. But, the ground reality is that the Sufis had been scholars of the first rank of Quran and Sunnah. And in almost all the chains of Tasawwuf they are found in abundance but in the Shazlia chain; an offshoot of Qadria, everyone was adept in Islamic sciences. The scholarly services of Jalal al-Din Sayuti(849-911) and Ibn e Hajar Haitami(909-974) in Arab countries and that of Muttaqi al-Hindi(802-1001) and Sheikh Abdul Haq(958-1056) based on research and preaching in the subcontinent cannot be ignored. The services put forth by the above-mentioned great men of letters are still unprecedented. This paper presents an analytical study of the services of the Shazlia chain particularly the teaching and propagation of Hadiths and in leveling the insurgencies of anti-Islamic forces like Mahdawiyyat.

Keywords:

Tasawwuf, Shazlia Sofi Scholar, Sub-continent, Services for Hadith

https://doi.org/10.58932/MULB0006

مخالفین تصوف کی جانب سے ایک الزام یہ بھی عائد کیا جاتا ہے کہ متصوفین کا تعلق بالعموم علم و تحقیق کے ساتھ نہیں ہے۔ وہ ظن و تخمین سے کام لیتے ہیں اور اپنی طرف سے ایسے افکار و نظریات پھیلاتے ہیں جن سے معاشرے میں بے عملی کو رواج ملتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے عظیم صوفیاء اپنے اپنے وقت کے متبحر علماء اور عرفاء بھی تھے۔ ویسے تو تمام سلاسلِ طریقت میں نامور علمائے کرام کا تذکرہ ملتا ہے مگر تصوف کا معروف سلسلہ شاذلیہ ایسا ہے جو جلیل القدر علماء پر مشتمل ہے۔ سلسلہ شاذلیہ اصل میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک ذیلی شاخ ہے اور امام ابوالحسن شاذلی مصری علیہ الرحمہ (۵۹۱ھ-۶۵۶ھ) سے منسوب ہے۔ عالم عرب و عجم میں اس سلسلے سے منسلک مشائخ میں امام جلال الدین سیوطیؒ (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) اور ابنِ حجر ھیتمیؒ (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) جیسے جلیل القدر محدثین کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

اسی طرح خطۂ ہند میں اس سلسلے کے مشائخ میں صاحبِ کنز العُمّال امام متقی الھندیؒ (۸۸۵ھ-۹۷۵ھ)، شیخ عبداللہ سندھیؒ (م ۹۸۴ھ)، شیخ محمد طاہر پٹنیؒ (۹۱۴ھ-۹۸۶ھ)، شیخ رحمت اللہ سندھیؒ (۹۹۴ھ) شیخ عبدالوہاب متقیؒ (۹۰۲ھ-۱۰۰۱ھ) اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) جیسے اکابر مشائخ کی علمی، تحقیقی اور تبلیغی خدمات سے ایک زمانہ متعارف ہے۔ خصوصاً ان حضرات نے حرمین میں اور برصغیر پاک وہند میں علوم حدیث کی ترویج کے لیے جس سطح پر کام کیا اس کا کوئی ثانی نہیں۔ دینی علوم و معارف کے ساتھ ان حضرات نے تزکیہ نفوس اور تعمیر سیرت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کئے رکھیں۔ علاوہ ازیں برصغیر میں لادینی افکار و عقائد کی روک تھام کے لیے بھی انہی حضرات نے تاریخی کردار اداء کیا اور تحریک مہدویّت جیسے خطرناک اعتقادی فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ حتیٰ کہ شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمہ کی شہادت بھی اس خطرناک اعتقادی فتنے کی سرکوبی میں ہی ہوئی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان حقائق کو منظرِ عام پر لایا جائے تاکہ ہمارے عظیم مشائخ کی سرتوڑ کاوشیں ہمارے لیے مشعلِ راہ بن سکیں۔ اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت اس لیے بھی پیش آ رہی ہے کہ ہمارے اکثر صاحبانِ علم کو بھی ان تاریخی حقائق سے آگاہی نہیں ہے۔ خصوصاً برصغیر میں سلسلہ شاذلیہ قادریہ کی خدمات ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔

سلسلہ شاذلیہ کا آغاز وارتقاء

سلسلہ شاذلیہ کی نسبت حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ (م ۶۵۶ھ) سے ہے۔ جن کی وجہ سے یہ سلسلہ شاذلیہ کہلایا۔ اس سلسلہ کے پیرو زیادہ تر افریقہ اور عرب ممالک میں موجود ہیں۔ جن میں مصر، عرب، یمن، شام، اردن، عراق، الجزائر،

تیونس، سوڈان اور فلسطین وغیرہ ممالک شامل ہیں۔ حضرت شیخ عبدالسلام مشیشؒ نے حضرت شیخ ابو مدین مغربی سے کسب فیض کیا تھا۔

حضرت شیخ ابو مدین مغربیؒ کی ملاقات سفر حجاز کے دوران حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے ہوئی تھی۔اسی سفر حج وزیارات میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے شیخ ابو مدین مغربیؒ کو خرقہ خلافت عطا کیا تھا۔اس لحاظ سے سلسلہ شاذلیہ سلسلہ قادریہ سے جڑا ہوا ہے۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ ابو مدینؒ کو شیخ مغرب یا المغربی بھی کہا جاتا ہے جبکہ شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ صمدانی علیہ رحمۃ الرحمان کو شیخِ مشرق بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابو مدینؒ کی صحبت و خدمت میں رہ کر بہت سے مشائخ نے تربیت پائی ہے جن میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ بھی شامل ہیں۔ شیخ ابو الحسن شاذلیؒ نے اپنے بعد حضرت شیخ ابو العباس المرسیؒ (۶۱۶ھ-۶۸۶ھ) کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔انہوں نے شاذلی سلسلہ کو مزید مضبوط کیا اور اس کی اشاعت و ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ان کے بعد سلسلہ شاذلیہ کے اہم اور ابتدائی شیوخ میں شیخ یاقوت العرشی (م۷۰۷ھ) اور تاج الدین ابن عطاء اللہ سکندری (م۷۰۹ھ) کے نام اہم ہیں۔ شیخ یاقوت العرشیؒ کی "مناقب" اور ابن عطاء اللہ سکندریؒ کی "لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی العباس و شیخه ابی الحسن" شاذلی سلسلے کے ابتدائی شیوخ کے بارے میں اہم ماخذ ہیں۔(1) درج ذیل پانچ بنیادی اصول طریقہ شاذلیہ کی پہچان ہیں:۔

1. خشیت الٰہی: ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔
2. سنت رسول اللہ ﷺ کا اتباع: قول ہو یا فعل ہر بات میں سنت مبارکہ کی پابندی کرنا۔
3. زہد: فقر و غنا اور ہر حالت میں دنیا سے عدم رغبت۔
4. راضی برضا رہنا: چھوٹی بڑی ہر بات میں رضائے الٰہی پر قناعت۔
5. رجوع الی اللہ: غمی و خوشی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع۔(2)

اس سلسلہ طریقت کے بانی امام الولیاء ابو الحسن علی بن عبد اللہ حسنی سید تھے۔ مراکش کے قصبہ "غمار" میں ۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء کو پیدا ہوئے اور تیونس کے ایک قصبہ "شاذلہ" میں رہائش اختیار کی۔اسی بنا پر شاذلی کہلائے۔ تمام علوم شریعہ مختلف شیوخ سے اخذ فرمائے۔ حصول علم کے لیے مراکش، تیونس اور عراق کے مختلف شہروں میں سفر کئے۔ تمام علوم ظاہرہ میں

(1)۔ سکندری، ابن عطاء اللہ، لطائف المنن، قاہرہ: دار المعارف، 2006ء۔

(2)۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، شاذلیہ، لاہور: دانش گاہ پنجاب، 1985ء، ج11، ص563۔

اشغال رہا۔ خصوصاً حفظ قرآن، فقہ (خصوصاً فقہ مالکی)، عربی ادب، علم الاخلاق و تزکیہ میں کمال رکھتے تھے۔(1) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اس امت کے اکابر اولیاء کرام میں ہوتا ہے اور آپؒ کا سلسلہِ فیض مشرق و مغرب میں عام ہوا۔ بڑے بڑے اولیاء و صلحاء و علماء آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر واصل باللہ ہوئے۔ آپ کو اپنے وقت کا قطب کہا جاتا ہے۔ آپ نے تریسٹھ (۶۳) سال عمر پائی ۔ آپ کا وصال حج کے سفر کے دوران ۲۰/ذوالقعدہ ۶۵۶ھ، مطابق ۱۸/نومبر ۱۲۵۸ء بروز پیر ہوا۔ مزار انور وادیِ ''حمیثرا'' مصر میں مرجعِ خلائق ہے۔(2)

سلسلہ شاذلیہ برصغیر میں:

برصغیر میں سلسلہ شاذلیہ شیخ علی متقی علیہ الرحمہ کے ذریعے پہنچا۔ شیخ علی متقی نے ۹۴۱ھ میں گجرات سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا تھا اور پھر وہاں ہی زندگی بسر کی۔ آپ نے حرمین شریفین میں تقریباً پینتیس (۳۵) سال قیام فرمایا اور ایک دنیا کو اپنے علوم و فیوض سے بہرہ مند فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں شیخ الحرم تاج العارفین ابوالحسن بن جلال الدین بکریؒ (۸۹۹ھ - ۹۵۲ھ) سے علومِ حدیث اور فقہ کا اکتساب کیا اور ان علوم میں مہارت حاصل کی۔ علوم ظاہری کے علاوہ شیخ متقیؒ نے شیخ عبدالحکیم بن باجنؒ سے سلسلۂ چشتیہ میں اور شیخ ابوالحسن البکریؒ اور شیخ محمد بن محمد السخاویؒ سے سلاسل قادریہ، شاذلیہ، مدنیہ مغربیہ کے خرق حاصل کئے جبکہ متقی کی نسبت حضرت شیخ حسام الدین ملتانی متقیؒ سے ملی (3) یوں آپ قادریہ، چشتیہ، مدنیہ، شاذلیہ اور متقیہ نسبتوں سے وابستہ ہوئے اور ان سلاسل کے فیض کو آگے پہنچایا۔ آپؒ کو دیگر علوم میں سے علم حدیث میں خصوصی دلچسپی اور انہماک تھا جو آپؒ کے آخری سانس تک جاری رہا۔ آپؒ کے کئی مریدین اور فاضل تلامذہ حرم مکہ سے واپس برصغیر آئے اور آپ سے حاصل کردہ علم اور روحانی فیض سے ہندوستان عموماً اور خصوصاً اپنے علاقوں کو منور کیا۔ ان بزرگوں میں سے چند بزرگ آگے آپ کے مریدین و خلفاء کے مرید تھے۔ ان بزرگوں کی علمی و روحانی سرگرمیوں کو دیکھا جائے تو ان سب میں یہ بات نمایاں نظر آتی ہے کہ سب بزرگوں نے ہندوستان میں علم حدیث کی علمی و فنی اور ترویجی خدمات سرانجام دی ہیں جیسا کہ زیر نظر مقالہ میں واضح ہے۔

---

(1)۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، دعائے حزب البحر، کراچی: رحمانی پبلیکیشنز، س ن، ص 1

(2)۔ ایضاً۔

(3)۔ دہلوی، عبدالحق (محدث) اخبار الاخیار مع مکتوبات، لاہور النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، 1436ھ، ص 257؛ متالا، مولانا یوسف، مشائخ احمد آباد، لاہور: مکتبہ الحرمین، 1432ھ، 365-366

محدثِ کبیر شیخ علی متقیؒ:

شیخ کا نام علی اور القاب علاؤالدین اور نور الدین تھے بعد میں آپؒ کو محدث کبیر کے لقب سے زیادہ پکارا گیا۔ آبائی علاقہ جونپور تھا، جہاں سے آپؒ کا خاندان برہان پور منتقل ہو گیا تھا۔ اس لیے برہان پوری بھی کہلائے۔ والد نے آپ کو لڑکپن میں ہی شیخ بہاءالدین باجن چشتی برہان پوریؒ (۹۰ ۷ھ - ۹۱۲ھ) کے ہاتھ پر بیعت کروا دیا تھا۔ نوعمری میں شاہی ملازمت بھی اختیار کی مگر پھر اسے چھوڑ کر مزید علم اور حصول فیض اور تزکیہ کے لیے ملتان میں جا کر حضرت شیخ حسام الدین متقی ملتانیؒ (۸۷۸ھ - ۹۶۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی سال ان کی صحبت میں بسر کئے۔ جوانی کا زیادہ اور اہم حصہ احمد آباد (گجرات) میں ہی بسر فرمایا۔ پھر حرمین شریفین کا قصد فرمایا اور باقی زندگی وہیں بسر فرمائی۔ شیخ ابوالحسن البکریؒ کے علاوہ آپؒ نے حجاز مقدس میں فقیہ اعظم مکہ شیخ ابن حجر ہیتمی مکیؒ (۹۰۹ھ - ۹۷۴ھ)، زاہد زمانہ شیخ طاہر زمان الزواریؒ اور شیخ شمس الدین محمد بن عراق (م ۹۵۴ھ) سے بھی علمی استفادہ فرمایا تھا۔ (1) آپؒ نے ابتداً شیخ ابن حجر مکیؒ سے پڑھا مگر بعد میں جب شیخ ابن حجرؒ کی باطنی حالت بدلی تو وہ علی الاعلان خود کو شیخ علی متقیؒ کا نیاز مند اور شاگرد کہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپؒ سے خرقہ خلافت بھی زیب تن کیا۔

حرم مکہ میں بے شمار طالبان علم و حق نے آپ سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت عبد الوہاب شعرانی جب مناسک حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو شیخ علی متقیؒ سے ملاقات کی، آپؒ کے علم اور عمل، ورع و تقویٰ سے بہت متاثر ہوئے، انہوں نے بارہا آپؒ کی خانقاہ کی زیارت کی اور پھر اپنے مشاہدات کا یوں بیان کیا:۔

"میں نے شیخ متقی الہندی سے ۹۴۷ھ میں ملاقات کی، ان کے یہاں میری آمد و رفت ہوتی رہتی، یہ نہایت متقی پرہیز گار عالم تھے، بالکل نحیف البدن، ایسا لگتا تھا کہ ایک اوقیہ گوشت بھی ان کے جسم پر نہ ہو، یہ نہایت خاموش مزاج اور عزلت پسند تھے گھر سے بہت کم نکلا کرتے، صرف جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے حرم شریف میں جاتے اور بعد جمعہ جلد وہاں سے واپس ہو جاتے، میں ان کی قیام گاہ حاضر ہوا تو وہاں فقراء صادقین کی ایک جماعت تھی کچھ تلاوت، کچھ ذکر و اذکار، کچھ مراقبہ، کچھ مطالعہ وغیرہ میں مشغول تھے۔

---

(1) الیمنی، السید محمد الشبلی، النساء الباہر بتکمیل النور السافر فی أخبار القرن العاشر، صنعاء: مکتبۃ الارشاد، 1425ھ، ص 507

ان کی بہت ساری مفید کتابیں ہیں، جن میں سے ایک حافظ سیوطی کی جامع صغیر کی ترتیب نو ہے،اسی طرح لغت میں مختصر النہایۃ وغیرہ"(1)

آپؒ کے فضائل میں ہے کہ :۔

> آپ نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا خواب میں دیدار فرمایا: یہ جمعہ کی رات اور رمضان کی ستائیسویں شب تھی، آپ نے نبی کریم ﷺ سے زمانے کے افضل ترین شخص کے متعلق دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہو، پھر کہا: اس کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: محمد بن طاہر ہندی (فتنی)۔اسی رات ان کے شاگرد شیخ عبد الوہاب نے بھی نبی کریم کا خواب میں دیدار فرمایا اور آپ ﷺ سے اپنے شیخ کے مثل سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے شیخ، پھر محمد بن طاہر ہندی، یہ شیخ علی متقی کے یہاں خواب کے بارے میں بتلانے کے لئے آئے تو انہوں نے کچھ کہنے سے پہلے فرمایا: میں نے کبھی تمہارے مثل خواب دیکھا ہے۔(2)

آپؒ تصوف میں ممتاز ہونے کے باوجود اس میں ہونے والی بے اعتدالیوں سے پاک تھے۔اس لیے اس بارے میں ہونے والی افراط و تفریط، کی اصلاح فرمائی اور دیگر بے اعتدالیوں اور فتنوں کی سرکوبی فرمائی۔آپ کے دور میں ہندوستان میں مہدوی تحریک کا آغاز ہوا جس کے اثرات برصغیر سے ہوتے ہوئے حرمین تک بھی پہنچ گئے، یہ ایک ایمانی فتنہ تھا جس نے اس وقت کے کئی علماء ومشائخ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔اس فتنے کا مقابلہ نور باطن کے ساتھ جرات ایمانی مانگتا تھا۔چنانچہ اس محاز پر اللہ تعالیٰ نے شیخ متقی اور ان کے تلامذہ کو توفیق عطا فرمائی۔آپ نے مہدوی تحریک کی اس طرح مخالفت کی کہ گجرات میں اسکا زور ختم ہو گیا۔(3) آپؒ کو علم حدیث سے خصوصی شغف تھا۔بلند پایہ محدث تھے اور اس حیثیت سے بے حد شہرت پائی۔خود زمانے کے کبار محدثین سے اس فن کی تحصیل کر کے اس کا فیض بے شمار لوگوں کو آگے پہنچایا۔حدیث میں شغل تا حیات بلکہ آخری سانس تک جاری رہا۔اس بارے میں شیخ عبد الحق محدثؒ لکھتے ہیں :۔

---

(1)۔شعرانی، عبد الوہاب، لواقح الانوار فی طبقات الاخبار (طبقات الکبریٰ)، مصر: مکتبۃ الملیجی الکتبی واخیہ، س ن، ج2، ص159

(2)۔عبد القادر بن عبد اللہ العیدروس، النور السافر عن اخبار القرن العاشر، بیروت: دار الصادر، 2001ء، ص421

(3)۔محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ 2015ء، ص28۔

" فن حدیث میں نظر اتنی گہری اور وسیع تھی کہ شیخ ابن حجر مکیؒ جو ان کے حدیث میں استاد بھی تھے ان کو بھی اگر کسی حدیث میں تردد اور تامل ہوتا تو آپؒ کی جانب رجوع کرتے اور پچھواتے کہ "جمع الجوامع" کی تبویب میں اس حدیث کو کس باب میں رکھا ہے تاکہ اس کے مفہوم و مطالب کے اخذ میں شک نہ رہے"(1)

حدیث نبوی ﷺ کی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی۔ زندگی بھر درس و مطالعہ کتب حدیث، ان کی تصحیح، نادر و نایاب کتب حدیث کی تلاش، اور ان کے لیے سعی و جدوجہد کرنے کے علاوہ فن حدیث میں تصنیف و تالیف کا کام بھی برابر جاری رہا۔ دمِ آخر تک آپؒ نے "جامع کبیر" کا مطالعہ جاری رکھا۔ یہ ایسا قلبی تعلق اور شغف تھا کہ وفات سے چند لمحات قبل بھی فرمانے لگے کہ آخری سانس تک میرے آگے سے کتب احادیث نہ ہٹانا۔ لوگوں کے پوچھنے پر آخری سانس کی نشانی بھی بیان فرمائی کہ جب تک میری انگشت شہادت (جو کہ ذکر الٰہی میں ہمہ وقت متحرک رہتی تھی) حرکت میں رہے تو سمجھنا میرا سانس جاری ہے، جب یہ بھی حرکت چھوڑ دے تو سمجھ لینا کہ روح پرواز کر گئی۔ اس کے بعد ہی کتاب سامنے سے اٹھانا۔(2) شیخ علی متقیؒ کی کتب سو سے زائد بتائی جاتی ہیں۔ صاحب تذکرۃ المحدثین نے آپؒ کی بتیس (۳۲) کتب کے نام اور ان کا تعارف تفصیل سے بیان کئے ہیں (3)۔ اس مختصر مقالہ میں ان کا ذکر مشکل ہے۔ ذیل میں آپ کی حدیث سے متعلق تالیفات و تصانیف کا ذکر کیا جا سکا ہے:-

1. **البرھان فی علامات المھدی آخر الزمان:** محمد جونپوری کے دعویٰ مہدویت کے خلاف حضرت مہدی موعودؒ کے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے۔ اس کتاب میں آپؒ نے امام سیوطی کی کتاب "العرف الوردی فی اخبار المھدی" سے مواد اخذ کر کے "جمع الجوامع للسیوطی" اور " عقد الدرر فی اخبار المھدی المنتظر" سے نئے مواد اور تراجم کا اضافہ کیا اور ابواب بندی کر کے از سر نو ترتیب دیا تھا۔

2. **مطلع الغایۃ فی اختصار النھایۃ:** یہ ابن اثیر کی کتاب " النھایۃ فی غریب الحدیث" کا اختصار ہے، اس کا نسخہ برلن میں موجود ہے۔

3. **شمائل النبی ﷺ:** اس کا ایک قلمی نسخہ علی گڑھ میں موجود ہے۔

---

(1)۔ عبدالحق، اخبار الاخیار مع مکتوبات، ص 258۔

(2)۔ دہلوی، عبدالحق (محدث)، زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین، مترجم: ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی، کراچی: الرحیم اکیڈیمی، 1419ھ، ص 102

(3)۔ دیکھیں: اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، لاہور: دار الابلاغ، 2014ء، ج 2، ص 366-377

4. **کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال:** امام سیوطیؒ نے احادیث نبوی ﷺ کے استیعاب کی غرض سے صحاح ستہ اور مسانید عشرہ پر مشتمل ''جمع الجوامع'' کے نام سے ایک ضخیم مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا۔ یہ مجموعہ ''جامع کبیر'' کے نام سے بھی معروف ہوا۔ شیخ علی متقیؒ نے اس کی ترتیب و تنقیح کی اور جامع کبیر اور جامع صغیر سے اخذ کیا اور اس کو ابن کثیر کی ''جامع الاصول'' کے اسلوب پر فقہی ابواب میں اس خوش اسلوبی سے مرتب کیا کہ یہ کتاب احادیث نبویہ کا دائرہ معارف بن گیا ہے۔ شیخ علی متقی ۹۵۷ھ میں اس کتاب کی تحریر و تسوید سے فارغ ہوئے۔ اس سے اخذ و استفادہ نہایت آسان ہے۔ اسی بنا پر شیخ ابوالحسن البکریؒ نے فرمایا کہ :۔ ''للسیوطی منۃ علی العالمین وللمتقی منۃ علیہ'' (یعنی (جمع الجوامع لکھنے کی صورت میں) علامہ سیوطی کا احسان تمام عالم اسلام پر ہے اور (اسے کنز العُمّال کی شکل میں ترتیب دینے پر) شیخ متقیؒ کا احسان علامہ سیوطیؒ پر ہے۔)(1)

5. **الاحادیث المتواترۃ:** یہ امام سیوطی کی کتاب ''قطف الأزہار المتناثرۃ'' کا اختصار ہے، اس کا نسخہ مکتبۃ رضا رامپور میں موجود ہے۔

6. **منتخب کنز العمال:** شیخ علی متقیؒ نے اپنی کتاب کنز العمال کا ایک خلاصہ اس نام سے مرتب کیا جس میں سے زوائد اور مکررات کو حذف کر دیا تھا۔ تاہم اس میں بھی ہر باب سے احادیث آ گئی ہیں۔

7. **منہج العمال فی سنن الاقوال:** شیخ علی متقیؒ نے اس کتاب میں جامع صغیر للسیوطی (قولی احادیث کے جامع ذخیرہ) اور اس کے زوائد کو بڑے اچھے انداز میں ابواب اور فصول پر مرتب کیا ہے۔ اہل نظر کے نزدیک یہ کتاب اتباع سنت کے لیے نہایت کارآمد اور بہت عمدہ راہنما ہے۔

8. **الاکمال:** اس میں شیخ نے جامع الکبیر کی بقیہ قولی احادیث کو ابواب میں منقسم کیا ہے۔

9. **غایۃ العمال فی السنن الاقوال:** یہ کتاب منہج العمال اور الاکمال دونوں کا مجموعہ ہے۔

10. **مستدرک الاقوال بسنن الافعال:** اس کتاب میں جامع کبیر کی فعلی احادیث کی ترتیب و تبویب کی ہے۔ (کنز العمال انہی دونوں یعنی غایۃ العمال فی السنن الاقوال اور مستدرک الاقوال بسنن الافعال کا مجموعہ ہی ہے)(2)

---

(1)۔ عبدالحق، اخبار الاخیار مع مکتوبات، ص257

(2)۔ ان تمام کتب کی تفصیل کے لیے دیکھیں: اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج2، ص366-377

خلفاء و تلامذہ شیخ علی متقیؒ:

آپؒ کے مریدین اور تلامذہ کا حلقہ بڑا وسیع تھا۔ مگر ان میں سے معدودے چند نام ہی ملتے ہیں۔ ان میں شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ (1)، شیخ عبدالوہاب متقی (2)، علامہ محمد بن طاہر پٹنی، علامہ عبداللہ ابن سعد اللہ السندھی (3) علامہ رحمت اللہ ابن عبد اللہ السندھی (4) شیخ چیلہ (5) اور شیخ عبدالصمد (6) کے نام سامنے آتے ہیں۔ ذیل میں ان عظیم ہستیوں کا مختصر اور اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو شیخ علی متقی علیہ الرحمہ سے (دوسرے سلاسل کے ساتھ) شاذلی سلسلے کا فیض لے کر ہندوستان آئے اور یہاں آکر آپؒ

---

(1)۔ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد حجر الہیتمی المکی الشافعی (909ھ/974ھ)، مفتی حجاز اور ناشر العلوم ان کے القاب ہیں۔ مغربی قاہرہ کے علاقہ محلہ ابی ہیتم میں پیدا ہوئے امام ہیتمی کہلائے۔ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے۔ حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم کے بعد 924ھ میں جامع الازہر میں داخل ہوئے۔ 19 سال کی عمر میں وہاں سے سند فراغت حاصل کر لی تھی۔ پھر درس و تدریس کا آغاز کیا۔ 937ھ کو مستقل طور پر مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے، وہیں ساری زندگی بسر فرمائی۔ کثیر و مفید تصانیف تحریر فرمائیں۔ حیات و خدمات کی تفصیل کے لیے دیکھیں: العیدروس، النور السافر، ص 390-396

(2)۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: عبدالحق، اخبار الاخیار مع مکتوبات، ص 269-278؛ عبدالحق، زاد المتقین، ص 125-146

(3)۔ شیخ العالم المحدث عبداللہ ابن سعد اللہ المتقی السندھی المدنیؒ: بدر بیلہ (مضافات سیوستان) میں پیدا ہوئے، مدینہ طیبہ میں پرورش پائی۔ برسوں مدینہ طیبہ میں تدریس اور عبادات میں مشغول رہے، مدینہ طیبہ کے بڑے فقہا صوفیہ سے ہوئے، معاصرین میں حدیث اور تفسیر میں کوئی آپؒ کا ہم پلہ نہ تھا۔ ۹۷۷ھ میں گجرات آئے تو احمد آباد میں شیخ علی متقیؒ سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بیعت کی اور حدیث پڑھی۔ گجرات میں کئی سال علما اور عوام دونوں طبقات کو حدیث پڑھایا۔ سالوں بعد پھر پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ ذی الحجہ 984ھ/فروری 1577ء کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ تصانیف میں " جمع المناسک و نفع الناسک، حاشیہ بر عوارف المعارف السہروردی" شامل ہیں۔ شکوۃ کے ایک نسخے کی تصحیح کر کے اس پر حاشیہ لکھا تھا۔ (متالا، مولانا یوسف، مشائخ احمد آباد، لاہور: مکتبہ الحرمین، 1432ھ، ص 401

(4)۔ الشیخ العالم المحدث رحمت اللہ ابن عبداللہ بن ابراہیم العمری السندھی المہاجر المدنیؒ دربیلہ سندھ میں پیدا ہوئے اور تربیت پائی۔ والد گرامی کے ساتھ گجرات آئے یہاں سے حرمین شریفین ہجرت کی۔ شیخ عبداللہ بن سعد اللہ کے ہمراہ ہندوستان واپس آکر گجرات میں مقیم ہوئے۔ یہاں کئی سال تک تدریس میں مشغول رہے۔ بے شمار لوگوں کو علوم دینیہ سکھائے اور سند حدیث دی۔ صاحب تقویٰ و عزیمت تھے، حجاز میں شبہ کے خیال سے کسی کا بھی ہدیہ قبول نہ فرماتے۔ 22 محرم الحرام 994ھ/1585ھ کو انتقال فرمایا۔ آپؒ نے مناسک حج کے متعلق اہم کتب لکھیں۔ جن میں "کتاب المناسک الکبیر، المنسک الصغیر، تلخیص تنزیۃ الشریعہ، غایۃ التحقیق، و نھایۃ التدقیق، فی مسائل ابتلی بھا اھل الحرمین الشریفین" کتب شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: نجم الدین غزی، الکواکب السائرہ باعیان المئۃ العاشرہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1418ھ، ج 3، ص 136

(5)۔ شیخ چیلہ شیخ علی متقیؒ کے خاص شاگرد اور معتمد علیہ مرید تھے۔ دیکھیں تذکرۃ المحدثین، ج 2، ص 328

(6)۔ شیخ علی متقیؒ نے شیخ عبدالصمدؒ کو حرم مکہ جاتے ہوئے گجرات میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔ دیکھیں تذکرۃ المحدثین، ج 2، ص 328

کی تعلیمات اور فیضان کو عام کیا اور اپنے بلند مرتبہ شیخ و مربی کی خدمات حدیث کے کام کو یہاں آکر بھی پوری لگن اور تندہی سے سرانجام دیا۔

حدیث مبارکہ کی ہر نہج سے عظیم خدمت کی۔ان میں سے علامہ محمد بن طاہر پٹنی اور شیخ عبدالوہاب متقی کے خلیفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شامل ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے اور تربیت یافتہ مرید نورالحق مشرقی نے اس فیض کو جاری وساری رکھااور ہندوستان میں حدیث کی تدوین،تدریس اور شرح وتراجم میں اہم کردار ادا کیا۔

شیخ عبدالوہاب متقی شاذلی:

شیخ سید عبدالوہاب المتقی القادری الشاذلی بن ولی اللہ ۹۰۲ھ میں مانڈو (شادی آباد صدر مقام مالوہ) میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی مانڈو کے اکابر اولیا سے تھے۔کم سنی میں ہی والدین کا انتقال ہو گیا تھا۔ طلب حق میں لڑکپن سے ہی فقر و تجرید اور سیاحت عالم کو اختیار فرمایا تھا۔ بیس سال کے ہوئے تو حرم مکہ پہنچے۔ شیخ علی متقیؒ والد کے شناسا تھے۔انہوں نے خود رابطہ کیا۔ پھر ان کے ساتھ ہی قیام رہا، بیعت کی اور شیخ کے علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ وافر حاصل کیا۔نہایت خوش خط اور سریع نویس تھے۔ شیخ کی اکثر کتب کی کتابت اور تصحیح آپؒ ہی کے ہاتھوں سر انجام پائی تھی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں نکاح فرمایا۔اولاد میں ایک صاحبزادے محمد عارف اور ایک صاحبزادی تھیں۔ وہیں مکہ مکرمہ میں ہی ساری زندگی درس وتدریس،ارشاد وہدایت اور ریاضت و مجاہدہ میں گزاری۔ آپؒ مکہ مکرمہ میں ہندوستان کے غریب زائرین کا بہت بڑا سہارا تھے۔ آپؒ پہلے بااثر ہندوستانی عالم تھے جنہوں نے وحدت الوجودی افراط و تفریط کے خلاف باقاعدہ آواز بلند کی اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شیخ طاہر پٹنیؒ جیسی شخصیات پر اثر ڈالا(1) زیادہ کتب تحریر نہیں فرمائیں۔ شیخ محدث دہلویؒ کے مطابق آپؒ نے ابن نجیم حنفیؒ(۹۲۶ھ-۹۷۰ھ) کی کتاب الاشباہ والنظائر اور بہجۃ الاسرار کی تصحیح فرما کرا نھیں پھر سے عام کیا۔ شیخ علی متقیؒ کے مناقب پر مشتمل ایک کتاب اتحاف التقی فی فضل شیخ علی المتقی تالیف فرمائی تھی۔ قاموس (لغت) پوری یاد تھی اسی طرح حدیث ، فقہ ، اور فلسفہ کی کتب بیشتر زبانی یاد تھیں۔ اکثر مفید کتب جو کمیاب اور نایاب ہو چکی تھیں ان کو منگوا کر ان کی تصحیح کرتے اور اصل مسئلہ تلاش کر کے اسے ایسے انداز میں لکھ دیتے کہ قاری کی پوری تسلی ہو جاتی۔ یوں کتنی ہی اہم کتب کے احیاء کا باعث بنے(2)

---

(1)۔ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ص352

(2)۔ عبدالحق، اخبار الاخیار، ص272

اپنے طلبہ کی بہترین تربیت فرماتے۔ جب انھیں پڑھاتے تو بہت شوق اور جذبے سے باریک باتیں بھی تفصیل سے بیان کرتے۔ آپؒ کی اپنے طلبا کو بنیادی تعلیم یہ تھی کہ پہلے ظاہراًاور باطناًاپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت کے مطابق درست کر لیں۔ پھر اس کے بعد ہی صوفیہ اور محققین علمانے جو لکھا یا فرمایا اس کا مطالعہ کریں۔ اس میں جہاں تک ممکن ہوا نھیں شریعت کے ساتھ تطبیق دیں۔ صوفیہ کی شطحیات اور مبہم باتوں کے بارے میں شیخ عبدالوہاب متقیؒ رائے نہیں دیتے تھے۔ ان بزرگوں کو عزت و احترام سے یاد کرتے تھے، مگر ان کی کتب مثل فصوص الحکم اور انسان کامل وغیرہ کی نہ تردید کرتے نہ ہی ان کتب میں اپنے طلبا کا انہماک پسند کرتے، خود بھی ان کتب کا درس دینا پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ان امور میں سکوت ہی زیادہ محتاط راستہ ہے۔ فرماتے کہ کسی کا کلام جب تک صریحاً خلاف شرع نہ ہو، اسے نہ چھیڑو۔ فرماتے کہ راہ سلوک و معرفت میں یہ شرط نہیں ہے کہ توحید وجودی کا اس طرح یقین کریں جس طرح فصوص الحکم جیسی کتب میں ذکر آیا ہے، کہ یہ راہ پہلے سے چلی آرہی ہے۔ سلوک میں اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کے مطابق عمل اور اس میں مداومت اور ریاضت (ہی لازمی) شرط ہے۔(1) آپؒ نے شیخ علی متقیؒ کی تمام تر تعلیم ،عقائد و نظریات کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شخصیت میں سمویا اور ان کو ہندوستان روانہ فرمادیا۔ یوں شیخ علی متقیؒ اور شیخ عبدالوہاب متقیؒ کا علمی اور روحانی فیض شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی صورت میں اہل ہندوستان کو حاصل ہوا۔

علامہ محمد بن طاہر بن علی پٹنیؒ:

مغلیہ دور میں اشاعت علم حدیث کے سلسلے میں ہندوستان خصوصاً گجرات میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی خدمات بہت نمایاں، اہم اور ممتاز حیثیت کی حامل ہیں۔ شیخ پٹنی علیہ الرحمہ کا یہ علمی کارنامہ علم حدیث کے میدان میں ایک سنہری باب کی مانند ہے آپ کی علم حدیث پر مشتمل کتب سے محدثین نے بھرپور استفادہ فرمایا ہے۔ نسباً صدیقی اور متوطناً پٹن (نہروالا) گجرات کے حوالے سے پٹنی ہیں۔ مسلکاً حنفی ہیں۔ خاندانی پیشہ تجارت تھا۔ فتنوں اور بدعتوں کے رد میں کی جانے والی ان تھک کوششوں کے لحاظ سے الامام، ملک المحدثین، رئیس المحدثین، المجاہد، العلامہ جیسے القاب سے پکارے جاتے تھے۔ ۹۱۳ھ کو پٹن میں آنکھ کھولی۔ گجرات کی تاجر برادری "بوہرہ" سے تعلق کی وجہ سے گجراتی بھی کہلائے۔(2) شیخ محمد بن طاہرؒ نے بلوغت سے قبل ہی قرآن پاک حفظ کیا

---

(1)۔ عبدالحق، زادالمتقین، ص135

(2)۔ پٹنی، محمد بن طاہر، تذکرۃ الموضوعات للفتنی، بیروت: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، 1343ھ، ص311؛ عبدالوہاب، اقضی القضات، تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی، دہلی: ندوۃ المصنفین، 1373ھ، ص11؛ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، ج2، ص381

، پھر اپنے علاقے کے فاضل اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ تیس یا اکتیس سال کی عمر میں آپؒ نے ۹۴۴ھ میں حج و زیارات کی نیت سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا اور مدت تک وہاں قیام کیا۔ وہاں جن نامور علمائے کرام، محدثین وفقہا سے استفادہ کیا اور حدیث کی سند حاصل کی ان میں شیخ ابو الحسن بکریؒ، شیخ احمد بن حجر مکیؒ، شیخ علی بن عراقؒ، شیخ جار اللہ بن فہدؒ، سید عبداللہ عیدروسؒ، شیخ برخوردار سندھیؒ اور شیخ عبید اللہ سرہندیؒ جیسے فقید المثال بزرگان دین شامل تھے۔(1)

شیخ علی متقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کا شرف حاصل کیا پھر حجاز میں قیام کے دوران زیادہ عرصہ شیخ علی متقیؒ کی صحبت کریمہ سے فیض یاب ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔(2) وطن واپسی پر آپؒ نے پٹن میں مدرسہ قائم کیا اور پوری دلجمعی اور ذوق سے درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔ گو آپؒ کے مدرسہ میں ہر طرح کے علوم پڑھائے جاتے تھے مگر یہ حدیث کی تعلیم وتدریس کے لیے زیادہ مشہور ہوا۔ آپؒ کے بعد بھی یہ مدرسہ آپ کے بیٹے اور پوتے کے زیر اہتمام چلتا رہا۔ پھر اورنگزیب عالمگیرؒ کے عہد میں جب یہاں نیا مدرسہ قائم کیا گیا تو آپؒ کا مدرسہ اس میں ضم ہو گیا۔(3) آپؒ نے اپنی قوم اور علاقے کی اصلاح اور رد بدعات اور منکرات کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ وعظ وبیان اور تقریر و تحریر سبھی طریقوں سے اصلاح فرمائی۔ عقلی ونقلی ہر قسم کے دلائل سے عقائد حقہ کا اثبات کیا اور عقائد باطلہ کا رد فرمایا۔ حتیٰ کہ اس کے لیے اپنی جان بھی خطرے میں ڈالے رکھی اور بالآخر اسی کوشش میں شہادت کے رتبے سے سرفراز ہوئے۔(4)

تصنیفی خدمات:

وطن کے پر آشوب حالات، بدعات کے فروغ اور مہدویت کے زور کی وجہ سے بے حد پریشان رہنے اور سکون و دلجمعی میسر نہ آنے کے باوجود آپؒ نے علمی کاموں کی طرف بہت دھیان دیا۔ مورخین کے مطابق درس وتدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کے علاوہ آپؒ کا اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔ وہ فطری مصنف تھے۔ بہت سے علمی رسائل کے ساتھ بلند پایہ کتابیں یادگار ہیں۔ فن حدیث کے ساتھ زیادہ شغف و لگاؤ تھا اور فن حدیث میں آپؒ نے بے نظیر اور عظیم الشان کتابیں لکھی ہیں۔ جن کی اہمیت اور

---

(1)۔پٹنی، تذکرۃ الموضوعات، ص311

(2)۔عبد الحق، زاد المتقین ص287

(3)۔ابو ظفر ندوی، گجرات کی تمدنی تاریخ، اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1962ء، ص199

(4)۔اقضی القضات، تذکرہ علامہ محمد بن طاہر پٹنی، ص70-76

مقبولیت میں وقت صدیوں بعد بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ ہندوستان ہی نہیں عرب ممالک میں بھی لوگ ان کتب سے فیض کا حصول جاری رکھے ہوئے ہیں۔:

1. **توسل**: فن رجال پر ہے۔
2. چہل حدیث۔
3. حاشیہ توضیح وتلویح۔
4. حاشیہ صحیح بخاری۔
5. حاشیہ صحیح مسلم
6. حاشیہ مشکوۃ المصابیح
7. حاشیہ مقاصد الاصول
8. **مقاصد جامع الاصول**: صحاح ستہ کی احادیث پر مشتمل ہے۔
9. **سوانح نبوی ﷺ**: عربی میں مختصر رسالہ جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت تا وفات کے حالات سال بہ سال درج ہیں۔
10. **سوانح نبوی ﷺ**: فارسی میں بھی یہ رسالہ تحریر کیا۔
11. **مختصر اتقان**: علامہ سیوطی کی الاتقان کا اختصار ہے۔
12. **منہاج السالکین**: راہ سلوک میں سالکین کو جن احادیث کی ضرورت ہوتی ہے۔ان احادیث کو پیش کیا ہے۔
13. **المغنی فی ضبط اسماء الرجال**: یہ آپؒ کی پہلی تصنیف ہے جو آپ نے عرب سے وطن واپسی پر تحریر فرمائی۔ تقریباً ۹۵۱ھ میں مکمل ہوئی۔ راویان حدیث کے اسماء، کنیتوں، القاب اور ان کے انساب کے درست تلفظ کو معلوم کرنے کے لیے بہترین کتاب ہے۔ ایسے اسماء اور القابات جن کے پڑھنے میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ آپ نے

اس میں ایسے تمام اسماءاوران کے مشتبہات کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دینے کے ساتھ محدثین کرام کے حالات اوران کے طبقات کو مختصراًبیان کیا ہے۔(1)

14. **مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل الاخبار**: آپؒ کی اس تصنیف میں فن حدیث، وضاعین اور موضوع احادیث کے بارے میں ابحاث شامل ہیں۔ رواۃ کے مشتبہ ناموں کو صحیح تلفظ اور قرآت سے پڑھنے کے لیے ان کے ضوابط کے متعلق اقتباسات درج کرکے وضاحت فرمائی ہے۔ اگرچہ مشکل وغریب الفاظ قرآن وحدیث کے لیے لکھی تھی مگر ساتھ ہی ان احادیث کو بھی نقل کر دیا ہے جن میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔یوں یہ حل لغات کے ساتھ حدیثوں کی عمدہ شرح وتفسیر بھی بن گئی ہے یوں آپ کی یہ تالیف لغت حدیث پر بلند مقام کی حامل کہی جاتی ہے۔اس کتاب کے بارے میں نواب صدیق خان قنوجی ثم بھوپالی لکھتے ہیں:

> ’’مجمع بحار الانوار کی شہرت نصف النہار میں سورج کی مانند ہے۔اس میں حدیث کے ہر غریب لفظ کو ذکر کیا گیا ہے اوران کے جو جو معانی ذکر کئے گئے ان کو بیان کیا ہے۔ان کی وضاحت کی ہے۔(یوں) گویا اس کتاب کی حیثیت صحاح ستہ کی شرح کی ہے‘‘(2)

15. **تذکرۃ الموضوعات**: احادیث مبارکہ کے عظیم ذخیرے میں مستند احادیث کی تعداد لاکھوں میں ہے۔اس ذخیرے میں معدودے چند مرویات ایسی ہیں جنہیں محدثین کرام خصوصاً علمائے جرح وتعدیل نے من گھڑت اور موضوع قرار دیا۔ عالم اسلام کے ہر خطے سے محدثین اور جرح وتعدیل کے علمائے متقدمین اور متاخرین نے ان موضوع روایات کو یکجا کر کے موضوع احادیث کے مجموعوں کی شکل میں پیش کیا۔ خدمت حدیث کے اس سلسلے میں برصغیر پاک وہند کے اہل علم کا بھی اہم حصہ ہے۔ان میں امام حسن بن محمد الصغانی (۵۷۷ھ-۶۵۰ھ) کی ’’کتاب الموضوعات‘‘ کے بعد علامہ محمد بن طاہر الہندی پٹنی کی ’’تذکرۃ الموضوعات‘‘ اہم کتب ہیں۔جو برصغیر پاک وہند میں ہی نہیں عالم اسلام میں بھی اہم اور ممتاز مقام رکھتی ہیں۔خاص طور پر ’’تذکرۃ الموضوعات‘‘ جس میں علامہ پٹنیؒ نے ملا علی قاری(۱۰۱۴ھ) کی ’’الموضوعات الکبیر(الأسرار

(1)۔پٹنی، محمد بن طاہر، المغنی، لکھنؤ: مطبع نول کشور، 1308ھ، ص353؛ قنوجی، صدیق حسن(خان)،ابجد العلوم، دمشق: منشورات، وزارت ثقافت والارشاد،1978ء،ص222۔

(2)۔قنوجی،ابجد العلوم،ص223

المرفوعة فی الأخبار الموضوعة)“ اور امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کی ”نیل اوطار فی الحدیث“ سے زیادہ اور اہم مواد پیش کیا ہے۔ اس میں علامہ پٹنی نے حدیث کا ماخذ بیان کر کے پہلے اپنی رائے دی ہے اور پھر اس کے بعد دوسرے نقادان فن کی آراء کو بیان کیا ہے۔(1)

16. **قانون الموضوعات والضعفاء**: یہ کتاب ”تذکرة الموضوعات“ کا ضمیمہ ہے جس میں تمام کذاب رویوں کا حروف تہجی کے لحاظ سے احاطہ کیا گیا ہے۔ راویوں کے اسماء اور نقادان فن کے ان لوگوں کے متعلق آراء کو بیان کیا ہے۔(2)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:

ہندوستان میں علم حدیث کی ترویج و اشاعت میں آپؒ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ شیخ محدثؒ کے آباؤاجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ والد گرامی کا نام شیخ سیف الدینؒ تھا۔ شیخ محدث دہلویؒ محرم ۹۵۸ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی سے علم و تربیت پائی۔ نہایت قوی حافظہ کے مالک تھے۔ مطالعہ کا بچپن سے ہی بے حد شوق تھا۔(3) اٹھارہ سال کی عمر میں دہلی میں تمام علومِ عقلیہ و نقلیہ سے فراغت پر ماوراُالنہر کے مشہور علمأ سے اکتسابِ علم و فیض کیا۔ علماء و مشائخ کی صحبتِ بابرکت کی طرف خاص التفات تھا۔ عبادت و ریاضت سے بہت لگاؤ تھا۔ آپؒ نے پہلی بیعت اپنے والد گرامی سے کی تھی۔ پھر سلسلہ قادریہ میں حضرت موسیٰ پاک شہید سے بیعت ہوئے۔ آپؒ نے نقشبندی سلسلے میں خواجہ باقی باللہؒ سے بیعت برکت بھی کی جس کا ذکر آپ نے اپنے فرزند شیخ نور الحق کے نام مکتوب (مکتوب نمبر ۷۵) میں کیا ہے۔ ۹۹۶ھ میں اڑتیس سال کی عمر میں آپؒ حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں جید علمأ سے علمِ حدیث کی تکمیل کی خصوصاً شیخ عبدالوہاب متقی شاذلیؒ سے بیعت کر کے ان سے اخذ علم و فیض کا شرف حاصل کیا اور ان کے واسطہ سے شیخ علی متقی علیہ الرحمہ کی نسبت حاصل کی۔ گو آپؒ ہمیشہ اپنی نسبت سلسلہ قادریہ کے ساتھ بتاتے تھے۔ مگر آپ نے اپنے شیخ حضرت عبدالوہاب متقی اور دادا شیخ حضرت شیخ علی متقیؒ کے ذکر پر ایک مفصل کتاب ”زاد المتقین فی سلوك طریق الیقین“ تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ سلسلہ شاذلیہ کے مشائخ کے بارے میں بھی ایک مستقل کتاب

---

(1)۔ دیکھیں: الفتنی، محمد طاہر، تذکرة الموضوعات، بیروت: ادارة الطباعة المنیریة، 1343ھ

(2) کتب شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرة المحدثین، ج2، ص 401-414

(3)۔ لاہوری، غلام سرور قادری، خزینة الاصفیاء، ج1، ص27

''الانوار الجلیه فی احوال المشائخ الشازلیه''تحریر کی۔(1) جس سے آپؒ کے نزدیک شاذلیہ سلسلے سے نسبت کی فضیلت و اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

۱۰۰۰ھ میں شیخ عبدالوہاب متقیؒ کے حکم پر آپؒ ہندوستان واپس آئے۔ دہلی میں مدرسہ قائم کیا۔ شمالی ہندوستان میں اس زمانہ کا یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت وسنت کی آواز بلند ہوئی۔ یہ مدرسہ دہلی کے ساتھ سارے شمالی ہند میں امتیازی شان رکھتا تھا۔ جہاں قرآن وحدیث کو تمام علوم دینی کا مرکزی نقطہ قرار دے کر تعلیم دی جاتی تھی۔ آپؒ نے علمِ حدیث کو ہندوستان میں رواج دیا۔ آپؒ کو علمِ حدیث میں خاص عبور تھا۔ اس فن میں ان کی نمایاں خدمات اور اور عظیم الشان کاناموں کی وجہ سے آپؒ کے نام کا جزو ہی ''محدث''ہوگیا۔ آپ کو'' امام محدثان وقت'' اور'' اول المحدثین'' کہا گیا۔(2) علم میں آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی اور شیخ علی متقی کا مکمل تتبع کیا اور علم کی تحقیقات کو انتہائی حد کمال تک پہنچادیا۔ آپؒ کا سنہرا کارنامہ یہ ہے کہ آپؒ نے ہندوستان میں حدیث مبارکہ کے درس وتدریس اور اس کی ترقی وتوسیع کا ایک ایسا مستقل نظام اور سلسلہ قائم کردیا جو آپؒ کے بعد بھی مدتوں تک جاری وساری رہا اور ہندوستان میں خانوادہ حقی کی بدولت صدیوں چشمۂ حدیث ابلتا رہا۔ آپؒ نے علم حدیث میں متعدد ایسے اہم اور بنیادی کام سرانجام دیے جن کی بنیادوں پر آگے جاکر نہایت عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوئیں۔

برصغیر کی علمی تاریخ اور احادیث مبارکہ کی ترویج واشاعت میں حضرت شاہ ولی اللہ کا نام ممتاز ہے۔ لیکن ان کے کاموں کی داغ بیل شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ہی ڈالی تھی۔ شاہ صاحب نے انہی بنیادوں اور قائم کردہ روایات کو آگے بڑھایا تھا۔ اس لیے ایک عرصہ تک یہ معروف رہا کہ برصغیر میں علم حدیث کی تخم ریزی کرنے والے شخص شیخ محدثؒ ہی ہیں۔ کئی مورخین نے امام حسن صغانیؒ صاحبِ مشارق الانوار (م ۶۵۰ھ) اور علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ صاحبِ تذکرۃ الموضوعات (م ۹۸۶ھ) کی خدمات کے پیش نظر آپؒ کو اس اعزاز کا کلیۃً حامل قرار نہیں دیا مگر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شمالی ہندوستان میں احیائے حدیث کا سہرا آپؒ ہی کے سر ہے۔ پھر اس کے علاوہ امام حسن صغانیؒ ہندوستان میں علم حدیث لائے تو مگر جلد ہی دوبارہ ہندوستان سے چلے گئے اور یہاں آپؒ کے اثر و فیض بہت کم پھیل سکا۔ جبکہ علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ کی فن حدیث میں خدمات تو مسلم ہیں مگر ان کا رخ زیادہ حدیث کے فنی پہلو کی جانب تھا جس سے عوام کی بجائے علماء کو زیادہ فائدہ ہوا۔ پھر شیخ محدثؒ سے قبل حدیث کی تعلیم گجرات اور چند ساحلی علاقوں سے ہی رہا مگر اس نظم واہتمام اس طرح نہ ہو سکا جیسے شیخ محدثؒ نے کر دکھایا۔ یوں ہندوستان

(1)۔اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، ج2، ص535

(2)۔اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، ج2، ص473-479

میں خصوصاً دارالحکومت دہلی سے حدیث شریف کی عام اور فارسی زبان میں ترویج واشاعت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ذات بابرکات سے شروع ہوئی۔اللہ تعالیٰ آپؒ کواس کی بہترین جزاعطافرمائے(آمین)

آپؒ سے پہلے اور ہم عصرہندوستانی محدثین نے عرب اور دوسرے اسلامی ممالک میں رہائش اختیار کی اور وہیں فن حدیث کی آبیاری کی مگر شیخ محدثؒ غالباً پہلے محدث ہیں جنھوں نے حرمین شریفین جاکر وہاں کے علماء سے بھرپور استفادہ تو کیا مگر ہندوستان میں مقیم رہ کر اسے اپنی درسی اور تصنیفی سرگرمیوں کا مرکز و محور بنایااور یوں بنایا کہ اس کا غلغلہ ساری اسلامی دنیا میں بلند ہوا۔علم حدیث کی خدمت کے ساتھ شیخ محدث نے سیرت النبوی ﷺ پر معرکۃ الآراء کتاب ''مدارج النبوت'' لکھی اور اس زمانے میں اٹھنے والی عقیدہ نبوت کے خلاف آوازوں پر کاری ضرب لگائی۔اس کے علاوہ آپؒ نے دیگر بے مثال علمی، دینی اور روحانی اصلاحی خدمات سرانجام دیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ اپنے دور کے اہم ترین مصلح اور ہادی کا کردار ادا کیا۔مگر آپؒ کے ان مذہبی، روحانی، سیاسی، تعلیمی اور سماجی اصلاح اور راہنمائی کے بارے ذکر کرنا میں اس مختصر مقالے ممکن نہیں۔

تصنیفی خدمات:

آپؒ نے عمر کا بیشتر حصہ تصنیف وتالیف میں گزارا۔کئی نامور مورخین آپؒ کو برصغیر میں اسلامی ادب کا ''سرخیل'' مانتے ہیں۔اکثر مورخین نے آپ کی تصانیف کی مقبولیت اور حسن قبول کا ذکر کیا ہے۔آپؒ کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد بتائی جاتی ہے مگران میں سے کئی کتب کے نام بھی اب معلوم نہیں ہے۔متعدد ناپید اور معدوم ہیں۔پروفیسر خلیق احمد نظامی نے شیخ محدثؒ کی تصانیف کو فن و موضوع کے اعتبار سے سولہ علیحدہ حصوں میں تقسیم کر کے آپؒ کی ساٹھ کتب کا تفصیلی تعارف کروایاہے۔(1) آپؒ کی کتب علمی و تحقیقی لحاظ سے نہایت بلند پایہ ہیں۔جس موضوع پر قلم اٹھایااس کا حق ادا کر دیا۔خصوصاً فن حدیث سے متعلق تصانیف بڑی محنت و تحقیق اور کاوش کا نمونہ ہیں۔آپؒ کا طرز نگارش باوقار، عالمانہ، سلیس اور شگفتہ ہے۔ تصانیف کی ترتیب وتبویب میں بہت سلیقہ کا اظہار ہوتاہے۔آپؒ کی تصانیف کو تین انواع میں تقسیم کیاجاسکتاہے۔خود کتب تحریر کیں، شروح اور حواشی لکھے اور عربی کتب کو فارسی میں منتقل کیا۔ آپؒ کی تمام معلوم تصانیف کا ذکر یہاں ممکن نہیں اس لیے صرف علم حدیث کے موضوع سے متعلق تصانیف کا ذکر درج ذیل ہے:۔

1. **اجازۃ الحدیث فی القدیم والحدیث**: اس رسالہ میں اپنی اسناد حدیث درج فرمائی تھیں۔

(1)۔تفصیل کے لیے دیکھیں ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' حصہ دوم ص154-214

2. **اجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی خیر البشر**: اس مختصر رسالہ میں درود ابراہیمی کی تشبیہ پر بحث ہے۔

3. **رسالہ فی آداب اللباس**: رسول اللہ ﷺ کے ملبوسات کی تفصیل لکھی ہے اور مکروہ اور ممنوع لباس کے بارے میں صراحت ہے۔

4. **اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوٰۃ:/الاکمال فی اسماء الرجال**: اس میں مشکوٰۃ شریف کی تمام احادیث کے راویوں، کا پھر آلِ رسول ﷺ پھر دیگر صحابہ کرامؓ مختصر تذکرہ حروف تہجی کے کی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض اکابر محدثین، آئمہ اربعہ اور امام اعظمؒ کے چند معرف وممتاز تلامذہ کا حال بھی لکھا ہے۔

5. **الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ شاذلیہ**: مشائخ شاذلیہ کا فارسی زبان میں تذکرہ ہے۔

6. **تحقیق الاشارۃ الی تعلیم البشارۃ**: اس میں ان احادیث کو نقل کیا جن میں حضرات عشرہ مبشرہ کے علاوہ دوسرے بزرگوں کو جنت کی بشارت عطا ہوئی تھی اور یہ ثابت کیا ہے کہ جنت کی بشارت صرف عشرہ مبشرہ کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ مقدمہ میں فضائل اہل بیت اور اصول حدیث کے کچھ قاعدے بیان کئے ہیں۔

7. **ترجمہ مکتوب النبی الامی ﷺ فی تغزیہ ولد معاذ بن جبل**: حضرت معاذ بن جبل کے صاحبزادے کی تعزیت کے لیے حضور ﷺ کے لکھے گئے مکتوب کا ترجمہ ہے۔

8. **ترغیب اھل السعادات علی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات**: فارسی میں فضائل درود شریف لکھے ہیں۔

9. جامع البرکات منتخب شرح مشکوۃ: دو جلدوں میں اپنی کتاب شرح مشکوۃ کا خلاصہ کیا ہے۔ ہر باب میں صرف ایک یا دو احادیث لی ہیں اور باقی احادیث کے صرف مضمون بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

10. **جذب القلوب الی دیار المحبوب**: فارسی زبان میں مدینہ طیبہ کی تاریخ ہے۔

11. **رسالہ اقسام حدیث**: اصول حدیث میں ہے اصلاحات حدیث اور اقسام کو عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔

12. **شرح اسماء الرجال بخاری**:

13. **ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ**: عربی میں سال کے بارہ ماہ سے متعلق احادیث جمع کی ہیں۔ صحیح احادیث اکٹھا کر کے ان کے ذریعے مذہبی اعمال ومناسک کو ثابت کیا ہے اور ان میں جو غلط رسوم وتوہمات رائج ہو چکے تھے ان کی تردید کی ہے۔

14. **مدارج النبوۃ**: سیرت النبوی ﷺ پر فارسی میں معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ شیخ محدث کا مہتم بالشان علمی کارنامہ اور رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا مکمل مرقع ہے۔

15. **اشعۃ اللمعات**: فارسی زبان میں مشکوٰۃ المصابیح کی جامع ومکمل شرح ہے۔ چھ سال میں مکمل کی۔ مشکل الفاظ اور دقیق ابحاث کی عمدہ شرح کی ہے، ترتیب وتبویب میں آپؒ کی عربی شرح سے افضل اور اختصار، جامعیت اور افادیت میں بہت بڑھ کر ہے۔ اسی وجہ سے علم حدیث کا چرچا ہوا، حدیث کا ذوق عام ہوا اور اس میں اشتغال بڑھا۔ کتاب مقدمہ اور چار حصوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فن حدیث کے اصول ومصطلحات اور علم حدیث کی اقسام پر مفید بحث ہے۔ بعض کبار محدثین کا مختصر تذکرہ شامل ہے۔

16. **لمعات التنقیح علی مشکوٰۃ المصابیح**: مشکوۃ کی عربی شرح ہے۔ فارسی میں مشکوۃ کی شرح لکھتے ہوئے کچھ اہم علمی مسائل ونکات سامنے آئے جن کو آپؒ نے فارسی میں بیان کرنا مناسب خیال نہیں کیا اور اس کو عربی میں بھی لکھنا شروع کیا۔ یہ شرح فارسی شرح سے پہلے مکمل ہوگئی۔ شیخ محدث کی یہ شرح ایک مکمل، جامع، مفی دونافع اور عظیم کتاب ہے جو مفید نکات، دقیق مباحث اور گوناگوں فوائد پر مشتمل ہے۔ لغوی ونحوی مشکلات اور فقہی مشائل کو بڑی خوبی سے حل کیا گیا ہے۔ احادیث سے فقہ حنفی کی مطابقت کی ہے۔ جابجا ایک ہی حدیث کے مختلف طرق بیان کئے ہیں۔

17. **ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین**:

18. **جمع الاحادیث الابعین فی ابواب علوم الدین**:

19. **شرح سفر سعادۃ**: تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں مولانا فیروز آبادیؒ کی بیان کردہ احادیث پر محدثانہ انداز میں بحث ہے۔ دوسرا حصہ کتاب کا خاص حصہ ہے۔ اس میں مجتہدین پر بحث ہے خصوصیت سے حنفی

مذہب کے ساتھ اصولوں کی حمایت کی ہے۔شرح سفر سعادت لکھنے کا اصل مقصد یہی حصہ تھا۔ تیسرے حصے میں شرعی احکام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔(1)

شیخ نور الحق مشرقیؒ:

شیخ ابو سعادات نور الحق محدث دہلوی شیخ عبد الحقؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔لقب جمال تھا۔بہت اچھے شاعر تھے، مشرقی تخلص کرتے تھے اور اسی نسبت سے زیادہ معروف تھے۔دہلی میں ۹۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تمام تر علم اپنے والد بزرگوار سے ہی حاصل کیا۔والد گرامی کی مانند ہی علم وفضل میں یکتا ہوئے اور ان کے دینی وعلمی کمالات کے صحیح وارث وجانشین بنے۔بیعت بھی اپنے والد سے ہی کی تھی۔اس نہج سے بھی والد سے بھرپور حصہ لیا یعنی ان کو قادری ہی نہیں شاذلی سلسلہ کے بزرگ بھی کہا جاسکتا ہے۔(2)سب تاریخ دانوں اور سوانح نگاروں نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے۔مگر آپ کی اصل قدردانی آپ کے والد گرامی نے کی جنہیں شیخ نور الحقؒ سے بے حد انس والفت تھی ان کو اکثر اپنا جانشین بلکہ وجود ثانی قرار دیتے۔ اپنے رسالہ ''وصیت'' میں اس بات کی وضاحت سے تلقین کی کہ:۔

> '' فرزند عزیز نور الحق کو فقیر کا وارث وجانشین سمجھا جائے اور ان کے ساتھ تعظیم وتقدیم کے ساتھ پیش آیا جائے''(3)

شیخ محدثؒ شیخ نور الحقؒ کو اپنی نجات اخروی کا واسطہ وسبب خیال کرتے تھے۔جیسا کہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

> ''میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی بنا پر آخرت میں بخشا جاؤں مگر اس فرزند دلبند کا وجود ہے کیونکہ صالح بیٹے کو باپ کی نیکیوں میں شمار کیا جاتا ہے''(4)

---

(1)۔کتب کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، ج2، ص228-262

(2)۔مراۃ الحقائق میں ہے کہ نبیرۂ زادہ خواجہ نظام الدین نارنولی حضرت عاشق محمد سے عقیدت ہوئی تھی تو ان کے حلقہ ارادت میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔دیکھیں: برکت علی، منشی، مراۃ الحقائق، رام پور: مطبع عزیزی، س ن، ص113؛ محمد اقبال مجددی نے شیخ نور الحق کو خواجہ باقی باللہ کے خلفاء میں بھی شمار کیا ہے۔جس ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ نور الحقؒ خواجہ باقی باللہ سے بھی بیعت تھے۔واللہ اعلم!، دیکھیں: مجددی، محمد اقبال، تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند، لاہور: پروگریسو بکس، 2013ء، ج2، ص708

(3)۔نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن، ص249

(4)۔برکت علی، مراۃ الحقائق، ص110

اپنے والد گرامی کی شیخ نور الحقؒ سے محبت کا اندازہ ان کی میر سید طیب بلگرامیؒ کی بات چیت سے بخوبی ہوتا ہے۔ایک مرتبہ جب میر طیب بلگرامی شیخ محدث سے ملاقات کے لیے آئے تو ان دنوں شیخ نور الحقؒ آگرہ میں عہدہ قضاء پر فائز تھے۔ شیخ محدث نے دریافت کیا کہ کس راہ سے آئے؟ جب معلوم ہوا کہ آگرہ کی جانب سے آئے تو پوچھا کیا نور الحق سے ملاقات ہوئی؟ انہوں نے عذر پیش کیا تو اس پر افسوس کا اظہار کیا اور پھر شیخ نور الحق کی تعریف بے حد مبالغہ کیا اور یں فرمایا:۔

''اگرچہ وہ میرا بیٹا ہے مگر باپ کی مانند ہے، میرا شاگرد ہے مگر استاد کی طرح ہے اور میرا مرید ہے مگر شیخ کی جگہ ہے''

یوں تعریف سن کر میر طیب یوں اٹھے جیسے کوئی فوری ضرورت ہو۔ مگر اسی وقت آگرہ روانہ ہو گئے اور جا کر شیخ نور الحقؒ سے مل کر واپس آئے۔(1)

شیخ نور الحقؒ کے علم و فضل، زہد و اتقاء کا خوب شہرہ تھا۔اپنی سیرت، اخلاق اور علم کی بنا پر صوفیاء، علماء اور سلاطین سب آپؒ کی قدر کرتے تھے۔ شاہ جہاں نے آپؒ کو آگرہ کا قاضی القضاء بنایا تھا۔ کئی بار اپنے دربار بلوا کر شاہی اکرام و انعامات عطیہ کئے تھے جن میں اکتیس (۳۱) بیگھ کا ایک ''کوشک'' نامی ایک باغ بھی شامل تھا جو عرصہ تک شیخ کے خاندان میں رہا(2)۔ جب شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ وصال پا گئے تو شیخ نور الحقؒ نے سرکاری عہدہ چھوڑ کر والد کے مدرسے میں ان کی مسند تدریس و ارشاد سنبھال لی اور تقریباً اکیس (۲۱) سال تک مسلسل یہ ذمہ داری نبھائی۔ شیخ نور الحق نے اپنے عظیم المرتبت والد کی طرح اپنا زیادہ تر وقت علم حدیث کی تبلیغ و ترویج میں صرف کیا۔شادی نواب مرتضیٰ خان شیخ فرید کے خاندان میں ہوئی تھی۔ ایک ہی

---

(1)۔ میر سید طیب بلگرامیؒ میر سید عبد الواحد بلگرامی صاحب سبع سنابل کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ علم و فضل اور ورع میں اپنی مثال آپ تھے۔ درس و تدریس سے نہایت شغف تھا۔ ہدایہ و تفسیر بیضاوی وغیرہ پر بہت ہی عالمانہ حاشیے لکھے تھے۔ ان میں اور شیخ عبد الحق محدثؒ میں بہت الفت تھی۔ بڑھاپے (تقریبا اسی سال کی عمر) میں ایک مرتبہ شیخ محدث درس میں ایک مقام پر اٹک گئے۔ فرمایا کہ اگر یہاں میر سید طیب موجود ہوتے تو اس مشکل کو آسانی سے حل کر دیتے۔ اتفاق سے وہ آپؒ کی محفل میں آگئے۔ شیخ محدث نے مشکل بیان کی تو انہوں نے اس کا حل فرما دیا۔ بلگرامی، میر غلام علی آزاد، مآثر الکرام، لاہور: مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ، 1971ء، ص46۔ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص243

(2)۔ برکت علی، مراۃ الحقائق، ص114

صاحبزادے شیخ نوراللہ تھے۔۹-شوال ۱۰۷۳ھ کو نوے سال کی عمر پا کر داعی اجل کو لبیک کہااور اپنے والد کے احاطہ میں ان کے جوار میں مدفون ہوئے۔(1)

تصنیفی خدمات: شیخ نور الحق اپنے والد کی مانند ہی بلند پایہ مصنف تھے۔ تحریر میں سلاست اور شائستگی تھی۔ بحث و استدلال میں قوت اور زور تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھے شاعر بھی تھے۔آپؒ کا دیوان پانچ (۵) ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔ان کی تصانیف کو بہت حسن قبول نصیب ہوا، صاحب نزہۃالخواطر کے مطابق ان کی کتب سے فیض ربانی کی تاثیر ظاہر ہوتی ہے (2) صاحب تذکرۃالمحدثین نے شیخ نورالحق کی پندرہ کتب کا تعارف کے ساتھ ذکر کیاہے۔"اثبات رفع المسبحۃفی التشہد، تحفۃالعراقین ،تعلیقات علی شرح المطالع، تعلیقات علیشرح ھدایۃالحکمۃ، تعلیقات علی العضدیۃ، تفسیر سورۃ فاتحہ،حاشیہ علی شرح جامی، رسالہ در بیان رویا، زبدۃالتواریخ، محی القلوب، نورالعین شرح قران سعدین" جبکہ حدیث سے متعلق تصانیف درج ذیل ہیں:-

منبع العلوم: یہ صحیح مسلم کی شرح ہے۔اس کوان کے پوتے فخر الدین محب اللہ نے کچھ اضافوں کے ساتھ از سر نو مرتب کیا تھا۔

تیسیر القاری: صحیح بخاری کی پانچ جلدوں پر مشتمل شرح ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مشکوۃالمصابیح کا فارسی زبان میں ترجمہ و تشریح کے کر احادیث مبارکہ کی ترویج واشاعت میں جس کام کی ابتداء کی تھی شیخ نورالحقؒ نے اس کام کو جاری رکھااور مزید آگے بڑھاتے ہوئے فارسی زبان میں صحیح بخاری کا ترجمہ کرکے اس کی شرح کی۔اس کو اورنگ زیب عالمگیر کے نام معنون کیا۔اس میں طرز، اسلوب اورانداز بعینہ وہی رکھاجو شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مشکوۃالمصابیح میں اپنایا تھا۔اس میں شیخ نورالحق نے خود تصریح فرمائی کہ یہ شرح اوراس کو اسلوب خود والد گرامی کے ایماپر موقوف ہے۔ شیخ نے احادیث کی شرح وتوضیح میں ظاری تعارض کو دور کرکے جہاں ضرورت محسوس کی وہاں مفید استنباط اور دلچسپ نتائج اخذ کیے ہیں۔ بعض شکوک و شبہات اور اشکالات کے جواب لکھے ہیں۔ جس میں انہوں نے دوسرے شارحین کی رائے سے یک گونہ اختلاف بھی کیاہے۔ جہاں فقہی اخلاف کاذکر ہواوہاں حنف مذہب کو دلائل کے ساتھ ترجیح دی ہے۔(3)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

(1)۔ایضاً۔

(2)۔الحسینی، عبدالحئ، نزہۃالخواطر، بیروت: دارابن حزم، 1420ھ، ج5، ص658

(3)۔اصلاحی، ضیاءالدین، تذکرۃالمحدثین، ج2، ص571-613